الغزالی فورم کا ترجمان

افکارِ قاسمی

افکار قاسمی کے بارہ سال مکمل

شمارہ اکتوبر تا دسمبر 2024

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ

اور (اے پیغمبر) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

algazali.org

qasmimag@gmail.com

شائع کردہ

الغزالی فورم







افکار قاسمی اراکین



فہرست مضامین

اداریہ — 03
از قلم مدیر

درس قرآن — 05
حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم

درس حدیث — 07
حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم

حمد: میرے دل کی آبیاری ہوگئی — 09
ایم راقم نقشبندی صاحب

نعت رسول ﷺ — 10
ایم راقم نقشبندی صاحب

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ — 12
مدیر التحریر کے قلم سے

سورۃ کوثر کی تفسیر — 14
مولانا عبدالمتین لیاری صاحب

پانچ نصیحتیں — 22
اللہ کا بندہ

جانوروں کی زبان — 24
محمد شعیب

یتیموں پر خرچ — 26
محمد حفص فاروقی

بیس اہم باتیں — 29
محمد الرحمن

ام جمیل کی مشین — 31
نامعلوم

دوستوں کے بغیر زندگی — 33
محمد عبداللہ چترالی

اپنے آپ کو کمتر مت سمجھیں — 35
محمد معاذ عبید

عربوں کی ذہانت — 37
محمد عبدالوھاب چترالی

اسماء الحسنی (قسط چہارم) — 39
محترمہ طاہرہ فاطمہ صاحبہ

بھروسہ کرنا چھوڑدینگے — 45
محترمہ رعنا دلبر صاحبہ

حاضر جوابی ایک فن — 47
محترمہ مریم صاحبہ



اداریہ

مدیر کے قلم سے

رب لم یزل کا شکر، کرم، احسان، رحمت، فضل، مہربانی، کرم نوازی ہے کہ ''مجلہ افکار قاسمی'' آج یکم اکتوبر 2024ء کو الحمد للہ ثم الحمد للہ اپنی کامیابی کے 12 سال مکمل کر رہا ہے۔ اس عظیم موقع پر میں اللہ رب العزت کے سامنے سربسجود ہوں کہ اللہ پاک کی رحمت اور فضل کے بغیر یہ سب ممکن نہ تھا۔ الحمد للہ ان بارہ سالوں میں اللہ پاک کی مدد و نصرت شامل حال رہی، ورنہ یہ شمارہ یہاں تک نہ پہنچ پاتا۔

ان بارہ سالوں میں ''مجلہ افکار قاسمی'' نے بہت سے اوتار چڑھاؤ دیکھے، کئی مواقع ایسے آئے جہاں پر شمارہ بروقت نہ آسکا، عجیب تاثرات عطا کیے گئے، عجیب تمغات دیے گئے، مختلف اقوال، رائے دی گئیں، لیکن الحمد للہ ثم الحمد للہ ''مجلہ افکار قاسمی'' اللہ کے فضل و کرم واحسان کے ساتھ پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہو رہا ہے اور ان شاءاللہ یہ شمارہ یونہی اپنے حصہ کی روشنی کرتا رہے گا۔

الحمد للہ، اللہ پاک نے روز اول سے ہی ''مجلہ افکار قاسمی'' کو ہیرے عطا کیے جنہوں نے اپنی کوششوں سے اس کو چار چاند لگائے، اپنے مضامین سے علم کے ہیرے بکھیرے، قارئین کرام کو علمی موتی عطا کیے، جنہوں نے شب و روز محنت کی، جنہوں نے دعائیں کی، جنہوں نے محنت کے ساتھ ''مجلہ افکار قاسمی'' کو اس مقام تک پہنچایا وہ ہمارے لیے اللہ کا انعام تھے۔

”افکار قاسمی“ کو جس طرح اللہ پاک نے ایک سے بڑھ کر ایک مضمون نگار عطا کیا اسی ہی طرح عظیم الشان قارئین بھی عطا کیے، جو صرف مضمون لکھنے والے یا پڑھنے والے نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں ہمارے لیے ہمارے گھر کے افراد جیسے تھے۔ جنہوں نے ہمیشہ حوصلہ افزائی بھی کی، رائے بھی دی اور بعض اوقات وہ ایک مضمون نگار سے یا ایک قاری سے ہماری ٹیم میں شامل ہو کر شبانہ روز محنت بھی کی۔

”مجلہ افکار قاسمی“ کے اول دن سے لیکر آج تک جو، جو بھی احباب، محبین، مشفقین، سرپرستین ”مجلہ افکار قاسمی“ کے ساتھ رہے میں ان تمام کا دل کی اتاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اگر رب کائینات کی رحمتوں کے بعد آپ کی دعائیں، آپ کی محبتیں، آپ کے مشورہ جات نہ ہوتے تو ”مجلہ افکار قاسمی“ آج اس مقام پر ہرگز نہ ہوتا۔

”مجلہ افکار قاسمی“ کی ٹیم میں جتنے بھی لوگ آئے، جنہوں نے اپنی محنت سے افکار کو خوبصورت بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا میں ان کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنی قیمتی تخلیقات سے ”مجلہ افکار قاسمی“ کو خوبصورت بنانے میں کردار ادا کیا۔ بالخصوص حالیہ ”مجلہ افکار قاسمی اراکین“ کا از حد مشکور ہوں جنہوں نے ”مجلہ افکار قاسمی“ کو ترقیوں سے نوازا، گمنام رہ کر اس مجلہ کی ترقی میں ہر کردار ادا کیا، اپنی روز مرہ کی مصروفیات کو پس پشت ڈال کر ”مجلہ افکار قاسمی“ کے لیے اور اس کی تیاری کے لیے ہمہ وقت تیار رہے۔

میں اپنے سرپرست حضرات بالخصوص استاذ محترم شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ، استاذ محترم حضرت مولانا محمد احمد قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، استاذ محترم حضرت مولانا مفتی ناصر الدین مظاہری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا مشکور ہوں جنہوں نے ہمہ وقت ہماری سرپرستی کی، مشوروں سے نوازا، ہمیں راہ دکھلائی، اور باقاعدہ ہر شمارہ کے مطالعہ کے بعد اپنی رائے کا اظہار ضرور فرمایا اور ہمارے لیے دعائیں کیں۔ شاید یہی دعائیں ہیں کہ ہم آپ کے لیے یہ شمارہ لاتے ورنہ ہم اس قابل نہ تھے۔

ایک بار پھر میں آپ کا از حد مشکور ہوں کہ ”مجلہ افکار قاسمی“ کے اس بارہ سالہ سفر میں آپ ہمارے ساتھ، دعائیں کرتے رہے، مضامین لکھتے رہے، مضامین پڑھتے رہے اور ”مجلہ افکار قاسمی“ کو ترقی دینے میں آپ کردار ادا کرتے رہے۔

دعا گو ہوں اللہ پاک ”مجلہ افکار قاسمی“ کو دن دگنی، رات چگنی ترقی نصیب فرمائے اور اس مجلہ کا فیض عام فرمائے۔ آمین ثم آمین



درس قرآن



حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

توحید:۔اس سورۃ میں توحید کا دعویٰ بمع دلائل عقلیہ اور مسلمات عالمگیر یہ چار جگہ ہے۔

اوّل: یاایھاالناس اعبدوا ربکم (آیۃ ۲۱) اس میں خطاب عام ہے کہ صرف اپنے رب کی عبادت کرو، کیونکہ وہ تمہارا اور تمہارے آباؤاجداد اور پوری کائنات کا خالق ومالک ہے اور تمہیں روزی بھی وہی دیتا ہے اور کوئی ایسا نہیں ہے تو پھر اس کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟؟

ثانی: والٰھکم الٰہٌ وّاحدٌ لا الٰہ الّا ھو الرحمٰن الرحیم۔ (آیۃ، ۱۶۴، ۱۶۳) ان دو آیتوں میں اعادۂ دعویٰ توحید ہے بمع سبع دلائل عقلیہ، جو یہ ہیں: (۱) خلق ارض وسماء (۲) اختلاف لیل و نہار (۳) اجراء الفلک فی البحار (۴) انزال المطر (۵) بث الدوآب (۶) تصریف الریاح (۷) تصریف السحاب… یہ سب کارنامے ذاتِ باری کے ہیں، اس واسطے وہ اکیلا مستحقِ عبادت ہے۔

ثالث: اللّٰہ لآ الٰہ اِلّا ھو الحیُّ القیوم (آیۃ ۲۵۴) یہ دعویٰ تیسری بار ہے، اس میں نفی شفاعتِ قہری کا بیان ہے۔ یہ بھی سات دلائل سے مدلّل ہے: (۱) حیّ (۲) قیوم (۳) نیند واونگھ سے پاک (۴) زمین وآسمان کی تمام چیزوں کا مالک (۵) مجیز الشفاعت (۶) کل امورِ دنیا وآخرت کا علیم (۷) حاکم مطلق… یہ تمام امور صرف اللہ تعالیٰ میں ہیں اور کسی میں نہیں، اس واسطے مستحق عبادت بھی وہی ہے اور اس پر شفیعِ غالب بھی کوئی نہیں۔



رابع: ولِلّٰہ مافی السمٰوٰتِ ومافی الارض (آیۃ: ۲۸۴)۔ اس آیت میں اعادۂ دعویٰ چوتھی بار ہے بمع دلائل اربعہ۔ وہ یہ ہیں (۱) آسمان وزمین کی تمام چیزوں کا مالک (۲) ظاہر وباطن کا محاسب (۳) مغفرت وعذاب میں مختار (۴) ہر چیز پر قادر... اس واسطے مستحقِ عبادت ہے یہ چیزیں نہ غیر اللہ میں ہیں نہ وہ مستحقِ عبادت ہیں۔

رسالت:۔ ۱۲۴ سے لے کر ۱۷۷ آیات تک رسالت کا بیان ہے۔ اثباتِ رسالت پر دو دلیلیں دی گئی ہیں۔

پہلی دلیل: کہ آپ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہیں۔ **"ربنا وابعث فیهم رسولاً منهم"**

دوسری دلیل: آپ علیہ السلام تمام انبیاء سابقین کے ساتھ نظریۂ توحید میں متفق ہیں اور اسی نظریۂ توحید کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی تبلیغ واشاعت کرتے ہیں، جو تمہارے روحانی اور جسمانی آباؤ اجداد کا تھا تو جس طرح یہ چیز اس نظریہ کے حق ہونے کی دلیل ہے، اسی طرح اس نظریہ توحید پیش کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی بھی دلیل ہے اور اثباتِ رسالت کی بھی دلیل ہے۔

تفصیل:۔ یہ دونوں دلائل مسلّمات سے ہیں کیونکہ نزولِ قرآن کے وقت مذہبی لحاظ سے تین گروہ معروف تھے۔ مشرکین عرب، یہود، نصاریٰ... اور تینوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متبع ہونے کے دعویدار تھے اور ملتِ ابراہیمی کے بعض اعمال بھی بجالاتے تھے۔ اگرچہ اُن کی شکل وصورت مسخ کر ڈالی تھی مثلاً حج قربانی، ڈاڑھی، ختنہ وغیرہ اور ان سے محبت اتنی تھی کہ ان کی شکل کے بت بنا کر بیت اللہ میں رکھے تھے، ان کی نذریں اور منتیں مانتے تھے، ان کے نام پر سانڈ چھوڑتے، چڑھاوے چڑھاتے، عالم الغیب سمجھ کر غائبانہ پکارتے تھے، پھر انہی کی لڑی سے جو پیغمبر آئے سب کو حق مانتے تھے۔ اسی سے دلیل پکڑی گئی کہ جب تمہیں ان سے اتنی عقیدت ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہی کی دعا اور ان کے نظریے کا پرچار کرنے والے ہیں، ان کی نبوت کو بھی مان لو۔





درس حدیث



حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

محبت اور بغض فطری چیزیں ہیں لیکن کوئی شخص ان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑ دے تو یہ دونوں دین کا حصہ بن جاتی ہیں اور خوب ثواب ملتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

(۳) مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ۔

جس نے اللہ کے لئے کسی سے محبت کی اور اللہ کے لئے غصہ کیا اور اللہ کے لئے کچھ دے دیا اور اللہ تعالیٰ کے لئے (یعنی کسی برائی میں مدد کیلئے) نہ دیا اس نے اپنا ایمان کامل بنایا۔

معلوم ہوا محبت و بغض اور دینا نہ دینا اللہ کے لئے ہوں تو ایمان کامل ہے۔ اسی واسطے آپ علیہ السلام نے ان چیزوں کی صرف ترغیب نہیں دی بلکہ حکم دیا ہے جیسا کہ اوپر حضرت ابورزین کی حدیث میں آچکا ہے۔ آپؐ نے صرف حکم نہیں دیا بلکہ عمل کر کے نمونہ پیش کر کے اسوۂ حسنہ قائم کیا۔



اب میں آپ کو وہ حدیثیں اور واقعات بتاتا ہوں جن میں آپ علیہ السلام نے اللہ کے لئے غضب و غصہ کا نمونہ پیش کیا۔

(۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمًا اِذَا رَأَى نَخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَتَغَيَّظَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَكَّهَا۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۷۵)

آپ علیہ السلام ایک دن خطبہ دے رہے تھے تو مسجد کے قبلہ کی طرف دیکھا اس پر بلغم لگا ہوا ہے آپ لوگوں سے ناراض ہوئے پھر اس کو کھرچ دیا اور زعفران منگوا کر اس جگہ لگایا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے ہوتے ہیں جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھے تو اپنے سامنے نہ تھوکے۔

(۵) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثِ رَكْعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ دَخَلَ قَالَ عَنْ مَسْلَمَةَ الْحُجَرَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ كَانَ طَوِيْلَ الْيَدَيْنِ فَقَالَ اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ رِدَاءَهُ فَقَالَ اَصَدَقَ قَالُوْا نَعَمْ فَصَلَّى تِلْكَ الرَّكْعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْهَا ثُمَّ سَلَّمَ۔ (ج ۱ ص ۱۵۳)

حضرت عمران فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے عصر کی تین رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا پھر حجرے میں چلے گئے ایک آدمی جسے خرباق کہا جاتا تھا اس کے ہاتھ ذرا لمبے تھے کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول کیا نماز چھوٹی ہوگئی ہے؟ آپ غصے کی حالت میں اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ سچ کہتا ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ تو آپؐ نے ایک رکعت پڑھائی پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب نماز میں کلام جائز تھا۔ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ والی آیت اترنے کے بعد نماز میں ہر قسم کا کلام مفسدِ صلوٰۃ ہے۔ اس حدیث میں آپؐ کے غصے کا ذکر ہے لیکن وجہ نہیں معلوم کہ اس وقت کیوں غصہ میں تھے آیا نماز شروع کرنے سے پہلے کسی بات پر آپؐ کو غصہ تھا جس کی وجہ سے نماز کی رکعت بھی رہ گئی یا آپؐ کے اس فعل میں صحابہ کو تردّد و شک کرنے کی وجہ سے ملال ہوا یا تاخیر سے مطلع کرنے کی وجہ ناراضگی کا سبب بنی۔ (اللہ اعلم)



میرے دل کی آبیاری ہو گئی



ایم راقم نقشبندی

میرے دل کی آبیاری ہو گئی   رب سے میری جب سے یاری ہو گئی

دل نے جب بھی اللہ اللہ ہے کیا   اُس گھڑی پھر اشکباری ہو گئی

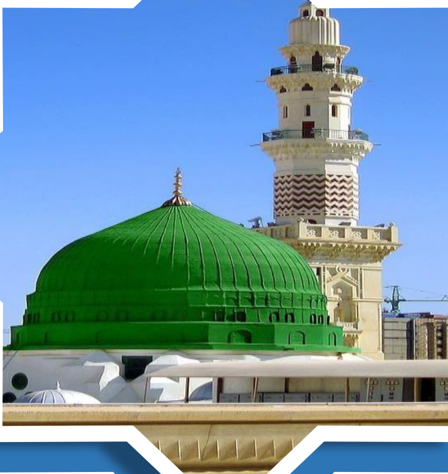
آ سناؤں حالِ دل اپنا تجھے   یار کی اب آشکاری ہو گئی

وقف آقاءِ دو عالم ﷺ پر مری   زندگی ساری کی ساری ہو گئی

خود سے رہتا ہوں میں اکثر ہم کلام   یار یہ کیسی بیماری ہو گئی

دید جاناں کے لیے راقم میاں   دیکھ حالت کیا ہماری ہو گئی





نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم



ایم راقم نقشبندی

محفلِ سرکار ہے اور لب پہ ہے صلے علیٰ۔
ان کا ہی لشکار ہے اور لب پہ ہے صلے علیٰ۔

میں خیالوں ہی خیالوں میں درِ آقا گیا۔
ہر طرف مہکار ہے اور لب پہ ہے صلے علیٰ۔

آپ کے جلووں سے رونق پاگیا سارا جہاں۔
ہر طرف اقرار ہے اور لب پہ ہے صلے علیٰ۔

آپ کی مدحت سبھی پر لازم و ملزوم ہے۔
ہر طرف للکار ہے اور لب پہ ہے صلے علیٰ۔

آپ کے اصحاب تاروں کی مثَل پھیلے ہوئے۔
جنتی ہر یار ہے اور لب پہ ہے صلے علیٰ۔



آپ کے دربار میں شہ اور رعایا ایک ہیں۔
ہر کوئی خمدار ہے اور لب پہ ہے صلے علیٰ۔

باوضو راقم ہے بیٹھا ان کی مدحت کے لیے۔
لکھ رہا اشعار ہے اور لب پہ ہے صلے علیٰ۔



اپنے محبوب ﷺ کو پہچانیے!

آئیں سنت کا پیغام عام کریں۔

رسول اللہ ﷺ کی سادگی!

سید الانبیاء ﷺ کی سادگی کے بارے میں آتا ہے:
"رسول اللہ ﷺ خچر پر سواری فرما لیتے، اپنا جوتا خود گانٹھ لیتے، قمیص کو خود پیوند لگا لیتے، نیز آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ "جو میرے طریقے سے روگردانی کرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں"۔

(الجامع الصغير لجلال الدين السيوطي: 7032 ،حديث حسن)

qasmimag@gmail.com

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ



محمد داؤد الرحمن علی

مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ ۱۳۰۳ھ میں مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی رحمہ اللہ کے گھر پیدا ہوئے، ۱۳۱۴ھ میں اپنے بڑے بھائی مولانا محمد یحیی (والد ماجد شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ) کے پاس گنگوہ آ گئے، جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی خدمت میں گنگوہ میں مقیم تھے اور بڑے بھائی سے پڑھنا شروع کیا۔ اس طرح حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی محبت و مجالست کی دولت شب و روز حاصل رہی۔

۱۳۲۳ھ میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ دنیا سے رحلت کر گئے۔ اس طرح مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ کا تقریباً آٹھ برس کا عرصہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی صحبت میں گزرا، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ بچوں اور طالب علموں کو بیعت نہیں کرتے تھے، لیکن آپ کو بیعت کر لیا تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ حضرت! ذکر کرتے ہوئے میرے دل پر بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ یہ سن کر متفکر ہوئے اور فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے اپنے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ سے اس قسم کی شکایت کی تھی تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے جواب فرمایا تھا کہ "اللہ تعالی آپ سے کام لیں گے۔"

۱۳۲۶ھ میں حدیث کی تکمیل کے لیے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کے درس میں شرکت کے لیے دیوبند تشریف لے گئے، بخاری شریف اور ترمذی شریف کی سماعت کی، چونکہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی وفات ہو چکی تھی۔



لہذا حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے مشورے اور اجازت پر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ سے تعلق قائم کیا اور ان کی نگرانی میں منازل سلوک طے کیے۔ یوں آپ نے ایک طرف شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ جیسے مجاہد عالم دین سے علوم قرآن وحدیث کی تکمیل کی، تو دوسری طرف اپنے وقت کے قطب مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے تصوف وسلوک کی منازل تیزی سے طے کیں اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔

۱۳۲۸ھ میں آپ نے جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں تدریس شروع کی، لیکن ۱۳۴۴ھ میں بڑے بھائی حضرت مولانا محمد یحیی کاندھلوی اور دو سال بعد دوسرے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد کاندھلی رحمہ اللہ (جو علاقہ نظام الدین میں بنگلہ والی مسجد میں قائم مدرسہ کے ذمہ دار تھے) کے انتقال کے بعد اپنے شیخ ومرشد حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ کی اجازت اومشورہ سے نظام الدین بنگلہ والی مسجد میں قائم مدرسہ میں منتقل ہوگئے اور یہاں تدریس کی ذمہ داری سنبھال لی، اس مدرسہ میں زیادہ تر علاقہ میوات کے بچے پڑھتے تھے۔ نظام الدین منتقلی کے بعد حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ دیوانہ وار میوات کے پر علاقے میں پھرے، ہر ایک کے دامن کو تھاما، ایک ایک گھر کے دروازے پر دستک دی، کئی کئی وقت فاقے کیے، گرمی وسردی سے بے پرواہو کر تبلیغی گشت کیے اور جب لوگوں نے حسب خواہش آپ کی آواز پر ”لبیک“ نہ کہا تو آپ بے چین وبے قرار ہوکر راتوں کی خدا کے حضور روتے، گڑگڑاتے اور پوری امت کی اصلاح کے لیے دعا کرتے اور پھر اپنی ہمت وطاقت، مال ودولت سب کچھ ان میواتیوں پر اور ان کے ذریعے اس تبلیغی کام پر لگا دیتے۔

مولانا نے اسی درویشی اور دین کے لیے فداکاری وجاںنثاری کے ساتھ پوری زندگی بسر کی اور ۲۱ رجب ۱۳۶۳ھ (۱۲ جولائی ۱۹۴۴ء) کی صبح کو علم وعمل اور زہد وتقویٰ کا یہ آفتاب غروب ہوگیا۔

اللہ پاک ہمیں حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

عمدہ دوست کی 3 نشانیاں!
رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا:
ہمارے لیے کون سے ہم نشین اور دوست بہتر ہیں؟
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جسے دیکھ کر تمہیں اللہ کی یاد آئے
جس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافے کا سبب بنے
اور جس کے اعمال تمہیں آخرت کی یاد دلائیں۔
(مجمع الزوائد: 17686 باب أي الجلساء خير، رجاله رجال الصحيح)
qasmimag@gmail.com

سورۃ کوثر کی آسان تفسیر



مولانا عبد المتین لیاری صاحب

تعارف

1۔ سورۃ الکوثر قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورت ہے اور سورہ بقرہ سب سے بڑی سورت ہے۔

2۔ پہلی آیت کے لفظ "کوثر" کی نسبت سے اس سورت کا نام "کوثر" رکھا گیا ہے۔

3۔ اس سورۂ مبارکہ میں اللہ رب العزت نے مقامِ رسالت اور شانِ رسالت کا بیان فرمایا ہے اور بحیثیت مسلمان ہم جانتے ہیں کہ رسالت کا عقیدہ کس قدر اہم اور بنیادی عقیدہ ہے اسی لیے پورے قرآن میں جگہ جگہ توحید، رسالت اور آخرت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

4۔ اس سورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور مرتبہ کا ذکر ہے۔

5۔ اس سورت میں نماز اور قربانی کا بھی بطور خاص ذکر کیا گیا ہے کہ نماز بدنی عبادات کا نچوڑ ہے اور قربانی مالی عبادات کا بہترین خلاصہ ہے۔

6۔ سورہ کوثر میں خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ لوگوں کی باتوں سے دل برداشتہ نہ ہوں آپ کا مقام و مرتبہ ان باتوں سے کہیں اونچا ہے اور رہے گا۔

7۔ سورت میں اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا طریقہ بھی سکھایا گیا ہے۔



8۔سورت میں دین دشمنوں کے بدترین انجام کی پیشن گوئی بھی کی گئی ہے۔

9۔سورت میں ہر اس شخص کے لیے تسلی کا سامان ہے جو لوگوں کے طعنے سنتا رہتا ہے اور اسے پریشان کیا جاتا ہے اس سورت میں تسلی دی جارہی ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کے ساتھ رہتا ہے اور ان کو کبھی گرنے نہیں دیتا۔

10۔وہ لوگ جو مظلومیت اور دشمنی کا شکار ہیں ان کے لیے بھی یہ سورت بہت اہم ہے۔

پس منظر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت قاسم یا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنھما کا بچپن میں ہی انتقال ہوا تو کفارِ مکہ جشن منانے لگے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب لوگوں کے پاس جاجا کر مبارکباد دینے لگے کہ "مبارک ہو! محمد کے بیٹے کا انتقال ہو گیا ہے" ان کہ سوچ یہ تھی کہ اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کوئی نرینہ اولاد تو ہے نہیں سب لڑکیاں ہی ہیں اور نسل تو لڑکوں سے چلتی ہے اور لڑکے جو تھے ان کا انتقال ہو چکا، لہذا ان کی نسل آگے چلے گی ہی نہیں اور جب نسل ہی نہیں چلنے والی تو ان کا پیغام بھی ان کی زندگی تک محدود رہے گا اور اس طرح ان کے بعد کوئی نہیں ہو گا جو ان کے پیغام کو آگے لے جاسکے تبھی وہ آپس میں یہ کہتے پھرنے لگے کہ اس کی پروا مت کرو ابھی فی الحال چاہے کتنا ہی شور شرابا ہو رہا ہے لیکن یہ سب زیادہ عرصے تک چلنے والا نہیں بلکہ کچھ وقت کی ہی بات ہے ان کی تحریک ان کے دنیا سے جاتے ہی دم توڑ دے گی اور پھر سے ہمارے بتوں کا بول بالا ہو گا۔

اس سورت میں اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو خوشخبریاں ایک ساتھ سنائی ہیں کہ آپ اپنے بچے کی وفات پر اور ان دشمنوں کے تبصروں سے پریشان نہ ہوں کیونکہ

1۔ہم آپ کو "کوثر" جیسے اعزاز اور انعام سے نواز رہے ہیں۔2۔جہاں تک دشمنوں کی بات ہے وہ آپ پر کیا تبصرہ کریں گے وہ تو خود بے نام و نشان اور عبرت کا نمونہ بننے والے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہی تھے کہ آنکھ لگ گئی اور جھٹکے سے اٹھتے ہی مسکرانے لگے، صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹ کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بہت بڑے اعزاز سے نوازا ہے وہ یہ کہ ابھی وحی نازل ہوئی ہے جس میں مجھے بڑے انعام سے نوازا گیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے مجھے کیا ملا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے "کوثر" سے نوازا گیا ہے۔

1۔اِنَّـآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ(1)

ترجمہ:(اے پیغمبر!)یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دی ہے۔

کوثر کیا ہے؟

1۔ کوثر سے مراد خیرِ کثیر ہے یعنی خیر کا اتنا بڑا اور زبردست سلسلہ جس میں دنیا آخرت کی ہر خیر اور بھلائی شامل ہے۔

2۔ اس میں جنت کی "کوثر" نامی خاص نہر بھی شامل ہے۔

3۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ الْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيدٍ إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ النَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ۔ (صحیح البخاری:6578)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کوثر سے مراد بہت زیادہ بھلائی (خیر کثیر) ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔ ابو بشر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے کہا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے تو انہوں نے کہا کہ جو نہر جنت میں ہے وہ بھی اس خیر اور بھلائی کا ایک حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے۔ (صحیح البخاری:6578)

یعنی کوثر کا تعلق ہر قسم کی خیر اور بھلائی سے ہے جس میں جنت کی نہر "کوثر" بھی شامل ہے اور یہ سب کچھ آپ علیہ السلام کے اعزاز میں اللہ کی طرف سے دیا جارہا ہے۔

4۔ کوثر میں کون کون سی بھلائیاں شامل ہیں اس متعلق علماء فرماتے ہیں کہ:

1۔ نبوت ورسالت کا ملنا۔

2۔ آپ علیہ السلام کا خاتم النبیین ہونا۔

3۔ شب قدر کا تحفہ ملنا۔

4۔ قرآن کریم کا نازل ہونا۔

5۔ معراج کا سفر کرنا۔

6۔ معراج کے سفر میں نماز کا تحفہ ملنا۔

7۔ رمضان المبارک اور روزوں کا سلسلہ۔

8۔ صحابہ کرام جیسے جاں نثار ساتھیوں کا ملنا۔

9۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین امت ہونا۔



10۔ مختلف جنگوں، غزوات اور فتح مکہ کی صورت میں کامیابی کا ملنا وغیرہ

5۔ حوضِ کوثر

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي۔ (صحیح البخاری: 1888)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر قیامت کے دن میرے حوض کوثر پر لگے گا۔ (صحیح البخاری: 1888)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض (یعنی کوثر لمبائی چوڑائی میں) مہینے کی مسافت کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اور اس کے برتن (تعداد یا خوب صورتی میں) ایسے ہیں جیسے آسمان کے ستارے، جس نے اس نہر میں سے ایک دفعہ پی لیا وہ پھر کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری)

اس نہر کا فاصلہ سینکڑوں کلومیٹر پر مشتمل ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا اس نہر کی دیواریں سونے کی ہوں گی اس نہر میں پینے کے پیالوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے اس نہر کی مٹی کی خوشبو مشک عنبر سے زیادہ خوشبودار ہوگی اس نہر کا فرش یاقوت اور ہیرے جواہرات سے بنا ہوگا۔ سبحان اللہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اس نہر پر میں تم کو پانی پلاؤں گا، صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں پہچانیں گے کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں تمہیں تمہارے وضو کے اعضاء کی چمک سے پہچان لوں گا"۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ أَتَيْتُ عَلَى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا فَقُلْتُ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ۔ (صحیح البخاری: 4964)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک نہر کے کنارے پر پہنچا جس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے ڈیر لگے ہوئے تھے، میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ حوض کوثر ہے (جو اللہ نے آپ کو دیا ہے)۔ (صحیح البخاری: 4964)

أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ لَيُرْفَعَنَّ إِلَيَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ حَتَّى إِذَا أَهْوَيْتُ لِأُنَاوِلَهُمُ اخْتُلِجُوا دُونِي فَأَقُولُ أَيْ رَبِّ، أَصْحَابِي، يَقُولُ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ۔ (صحیح البخاری: 7049)

میں حوض کوثر پر تم لوگوں کا استقبال کروں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میری طرف آئیں گے جب میں انہیں (حوض کا پانی) دینے کے لیے جھکوں گا تو انہیں میرے سامنے سے ہٹا لیا جائے گا، میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میری امت کے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی باتیں نکال لی تھیں"۔ (صحیح البخاری: 7049)

2۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (2)

ترجمہ: اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

نعمتوں پر شکر ادا کرنا

1۔ سورہ کوثر کی اس دوسری آیت میں کوثر جیسی عظیم نعمت ملنے کے بعد اس نعمت پر شکر ادا کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔

2۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی نعمت کے ملنے پر اس کی قدر دانی کا یہی طریقہ ہے کہ اس ہر شکر ادا کیا جائے۔

3۔ قرآن کریم سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ نعمتوں پر شکر ادا کرنے سے نعمت میں برکت ہو جاتی ہے اور نعمت کی ناقدری کرنے سے وہ نعمت چھینی بھی جاسکتی ہے۔

4۔ سمجھ دار شخص وہی ہے جو اللہ کی نعمتوں کو سوچ سوچ کر بار بار یاد کر کے غور و فکر کرے، اس طرح کرنے سے نعمتوں میں اضافہ بھی ہوتا ہے، گناہوں سے بچنے کا حوصلہ بھی پیدا ہوتا ہے اور سب سے اہم بات اللہ رب العزت کے ساتھ بندے کا تعلق بن جاتا ہے۔

5۔ حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہ فرماتے ہیں:

انسان کی دو ہی حالتیں ہیں ایک جس میں اسے کچھ مل رہا ہے اور دوسرا جس میں نہیں مل رہا، فرمایا کہ جو جو مل رہا ہے اس پر شکر کرنا سیکھے اور جو نہیں مل رہا اس پر صبر کر کے اللہ سے بار بار ہر چھوٹی بڑی چیز اللہ سے مانگنے کی عادت بنالے۔ فرمایا کہ جو شخص یہ دو کام کرے گا اس کا اللہ رب العزت کے ساتھ تعلق بہت جلدی بنے گا جو کہ بہت ہی آسان اور مختصر طریقہ ہے۔

6۔ آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نعمت ملنے پر شکر ادا کرنے کا طریقہ بھی خود سکھا رہے ہیں۔

7۔ اس آیت میں شکر ادا کرنے کے دو طریقوں کا ذکر ہے:

1۔ نماز کی ادائگی

2۔ قربانی

8۔ آیت میں اللہ رب العزت بہت ہی پیارے انداز میں فرماتے ہیں کہ "لربک" یعنی "اپنے رب کے لیے" جس میں اشارہ اس طرف ہے کہ جب نعمت رب نے دی ہے تو نماز اور قربانی کا عمل بھی اسی کو راضی کرنے کے لیے کرو لہذا اپنے عمل میں اخلاص اور خالص پن پیدا کرو۔ ریاکاری دکھاوا اور لوگوں کو دکھانے کے لیے نیک کام مت کرو ورنہ یہ بے وفائی کا سودا ہو جائے گا کہ لیا کسی سے اور شکریہ کسی اور کا ادا کر رہے ہیں۔

9۔ نماز اور قربانی کا نام لے کر دین کے دو بہت بڑے شعبوں کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ اللہ کی عبادت کرنے کے دو ہی طریقے ہیں:



1۔جانی عبادت۔2۔بدنی عبادت

جانی عبادات میں نماز، روزہ اور حج جیسی عظیم عبادات شامل ہیں جن میں انسان اپنی جان اور بدن کی توانائی خرچ کر کے اللہ کی رضا حاصل کرتا ہے اور مالی عبادات میں زکوۃ، قربانی اور حج جیسی عبادات شامل ہیں جن میں بندہ اپنا مال لگا کر اللہ کی رضامندی حاصل کر لیتا ہے۔

10۔سورہ کوثر کی اس دوسری آیت میں اللہ رب العزت جانی مالی دونوں عبادات کو ایک ساتھ ذکر کر رہے ہیں کہ نماز اور قربانی ان دونوں کی ایک مجموعی شکل ہے۔

11۔آیت میں خاص طور نماز اور قربانی کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ نماز اللہ رب العزت کی یاد کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور اسی طرح قربانی کرنا مال خرچ کرنے کا سب سے بہترین مصرف ہے۔

12۔خلاصہ یہ کہ اللہ رب العزت جب تمہیں کوئی نعمت دیں تو تم نماز روزہ حج اور زکوۃ قربانی وغیرہ جیسی عبادات کا اہتمام کرو اس طرح تم نعمتوں پر شکر ادا کرنے کے لائق بن سکو گے۔

3۔اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (3)

ترجمہ: یقین جانو تمہارا دشمن ہی بے نام ونشان ہونے والا ہے۔

دشمنان نبی کے لیے اعلان

1۔سورہ کوثر کی اس تیسری اور آخری آیت میں اللہ رب العزت اپنے محبوب نبیٔ کریم سرور دوعالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پیار بھری تسلی دے رہے ہیں۔

2۔اللہ رب العزت کو اپنے حبیب سے کیسی محبت ہے کہ جب محبوب کو طعنے دیے جا رہے ہیں عین اسی موقع پر اللہ کی رحمت جوش میں آرہی ہے کہ خبر دار! میرے محبوب کو کچھ مت کہنا کیونکہ میرے محبوب کی تو بات ہی کچھ اور ہے تم آج کے بعد بس اپنی فکر کرو۔

3۔"ابتر" عربی زبان میں ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جس کی کوئی نرینہ اولاد نہ ہو اور اسی وجہ سے اس کی نسل آگے نہیں چل سکے تبھی عرب ایسے شخص کو ابتر کہتے تھے کہ اس کی نسل آگے نہیں چلنے والی اور اس کا نام ونشان مٹ جانے والا ہے۔

4۔جو طعنہ آپ علیہ السلام کو دیا گیا اللہ رب العزت اپنے حبیب کا بدلہ خود لیتے ہوئے انہی کی زبان میں جواب دیا کہ جس کو تم "ابتر" کہہ رہے ہو اس کا تم کچھ بگاڑ نہیں سکتے بلکہ اس طعنے کا شکار تم خود بننے والے ہو۔

5۔اللہ رب العزت نے اپنا وعدہ اس طرح سچا فرما دیا کہ آج ڈیڑھ ہزار سال گزرنے کے باوجود آپ علیہ السلام کے نام کی دھوم مچا رکھی ہے اور دشمن کا کچھ اتا پتا نہیں۔



6۔نسبی خاندان کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے آپ کی روحانی اولاد کا "امت مسلمہ " کے نام سے ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری فرما دیا۔

7۔اللہ رب العزت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ جو جو آپ کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں وہ تار عنکبوت (مکڑی کا جالا) ثابت ہوں گے۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا، خاتون جنت بی بی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ کے مبارک بطن سے سادات رسول کے نام سے دنیا کے چپے چپے میں آپ کی اولاد موجود ہے جن میں حسنی اور حسینی دونوں خاندان موجود ہیں۔

8۔جب آپ علیہ السلام مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے نکلے تو صرف سیدنا ابو بکر صدیقؓ آپ کے ساتھ تھے اور جب واپس مکہ تشریف لائے تو دس ہزار کا لشکر فاتح بن کر اسی شہر میں داخل ہوا جہاں آپ کے دشمن ہوا کرتے تھے اور طعنے دیا کرتے تھے، آپ کے مبارک دور میں عرب کا پورا خطہ اسلام کی آغوش میں آگیا اور مکمل جزیرۂ عرب اسلام کے قریب آگیا، آپ کے بعد خلفائے راشدینؓ کے دور میں آدھی دنیا میں اسلام چھا گیا۔

اسی طرح ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ میں آج تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام اذان کی صورت میں پوری دنیا میں کہیں نا کہیں گونج رہا ہوتا ہے، نماز میں درود شریف کی صورت میں، قرآن میں، حدیث میں، ذکر و اذکار اور مناجات میں، ہر جگہ آپ کا نام نامی عقیدت محبت اور عشق و سرور کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

اسی طرح سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دنیا میں سب سے زیادہ مواد تیار کیا جا چکا ہے اور صرف آپ کی مختصر سیرت نہیں بلکہ آپ کی ایک ایک ادا کو محفوظ کر کے امت تک پہنچایا جا رہا ہے اور بالخصوص فن شعر و شاعری میں نعتیہ کلام کی ایک طویل فہرست ہے جو بڑھتی جا رہی ہے۔

خلاصہ یہ کہ آپ کی سیرت و کردار کی ادا ادا محفوظ کرنے سے لے کر آپ کے پیغام تک اور پیغام سے لے آپ کے روضہ مبارک تک سب کچھ محفوظ ہے اور یہ سب کا سب آپ کی یاد تازہ کر رہا ہے، یہاں تک کہ آپ کا نام زبان پر آنے کی صورت میں عقیدت و محبت کے گہرے جذبات پیدا ہونے لگتے ہیں اور زبان درود پاک سے تر ہو کر آنکھیں چھلک جاتی ہیں۔

9۔آیت میں آپ علیہ السلام کے دشمنوں کے خاتمے کا جو اعلان اللہ رب العزت فرما رہے ہیں یہ صرف اس دور کے ابو جہل اور ابو لہب کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک جو جو آپ کی ذات یا آپ کے پیغام کے ساتھ دشمنی کریں گے ان کے لیے یہی اعلان رہے گا۔

بقول اقبال

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

10۔اس دور میں بھی بولہبی شرارتیں سر اٹھاتی رہتی ہیں جن میں کوئی آزادئ اظہار رائے کے نام پر گستاخی کرتا ہے، کوئی کارٹون بنالیتاہے، کوئی آپ کی حدیث کاانکار کرلیتاہے اور کوئی آپ کے منصب کو چھیننے کی کوشش کر کے ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالتاہے۔

11۔اللہ رب العزت نے امت مسلمہ کو الحمدللہ یہ توفیق دے رکھی ہے کہ وہ بظاہر کیسے بھی ہوں لیکن اپنے پیارے نبی کی عظمت کے لیے ہر ممکن جدوجہد کرتے رہتے ہیں جس کے لیے تحریری، تقریری، سیاسی، قانونی، قومی، بین الاقوامی کے انداز کی ہر ممکن کوشش شامل ہوتی ہے اور یہ سب ہزار بار کرنا پڑے توہزار بار بھی کرلیتے ہیں تاکہ باطل کو یہ بات سمجھ آجائے کہ یہ امت اپنے نبی کی حرمت پر کبھی بھی کوئی سمجھوتہ نہیں کرسکتی اور نہ ہی کسی کو ایسا کرنے دے سکتی ہے۔

12۔تاریخ کی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں جن میں مسیمہ کذاب کے خلاف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، غلام احمد قادیانی کے خلاف مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، لاہور میں غازی علم الدین، جرمنی میں عامر چیمہ، لیاری میں غازی عبد القیوم، پنجاب میں ممتاز قادری اور موجودہ دور میں قادیانی مقدمات کے خلاف مولانا فضل الرحمن اور شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی اور بہت سے اکابر علماء، صوفیاء، اللہ والے اور امت کے مجاہدین نظر آتے ہیں اور یہ سب کے سب اس بات کا ثبوت پیش کر رہے ہیں کہ باطل کے مقدر میں اللہ رب العزت نے ہمیشہ کے لیے "ان شانئک ھو الابتر" کا اعلان کر دیا ہے

مٹی بھی اگر چار دن گلاب کے نیچے رہے تو اس سے بھی خوشبو آنا شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اچھے اور برے ساتھی کا آدمی کی طبیعت اور تربیت پر گہرا اثر ہوتا ہے، نیک لوگوں سے دوستی اور تعلق رکھنے والا چاہے کتنا بے عمل کیوں نہ ہو اس کے لیے بالآخر نیکی کی منزل آسان ہو جاتی ہے۔ اور وہ آہستہ آہستہ بذات خود باعمل اور نیک سیرت انسان بن جاتا ہے اور اگر وہ پہلے سے نیک ہو تو صالحین کی دوستی سے نیکی میں مزید پختگی اور رسوخ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ نہ کرے اگر چاروں طرف بے عمل یا بد عمل دوستوں کا گھیرا ہو تو آدمی ساری زندگی برائی کی دلدل میں دھنسا رہتا ہے۔ اور باہر نکلنے کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوتی۔ بالآخر ایسا شخص ساری زندگی ہدایت سے محروم رہتا ہے اور عذاب الٰہی کی پکڑ میں آجاتا ہے۔

آج ہی غور فرمائیں۔!! آپ کا دوست نمازی ہے یا بے نماز؟ حلال کھاتا ہے یا حرام؟ شیطان کا دوست ہے یا رحمان کا فرمانبر دار؟ دنیا کا حریص ہے یا آخرت کا فکر مند؟ اگر آپ کا دوست نمازی، حلال خور، رحمٰن کا فرمانبر دار اور اپنی آخرت کا فکر مند ہے تو یقینا ایسا دوست ہی پکا اور سچا دوست ہے جو جنت میں بھی ساتھ ہی رہے گا۔ بصورت دیگر بد عمل دوست حقیقت میں بدترین دشمن سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ بدترین دشمن تو موقع ملنے پر کبھی کبھار نقصان کرتا ہے جبکہ پہلو میں رہنے والا بد عمل دوست ہمیشہ دینی اور اخروی زندگی کا نقصان کرتا ہے۔ (الصحیحۃ: (۱/۸۹)، مکتبہ قدوسیہ)



حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب کی پانچ نصیحتیں



اللہ کا بندہ

استاد محترم مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے ایک مرتبہ درس کے دوران اپنا ایک معمول بیان فرمایا۔ فرمانے لگے کہ میں دن بھر کئی فیصلے کرتا ہوں، مجھے دن بھر کئی حاجات پیش اتی ہیں، دن بھر مصروفیات کی وجہ سے ہر فیصلے سے قبل استخارہ نہیں کر سکتا، اور بار بار نوافل نہیں پڑھ سکتا، بسا اوقات مصروفیات میں یاد بھی نہیں رہتا، تو میرا برسوں کا یہ معمول ہے کہ میں دو نفل پانچ نیتوں کے ساتھ پڑھتا ہوں کیونکہ نوافل میں متعدد نیتیں کی جاسکتی ہیں۔ حضرت فرمانے لگے وہ پانچ نیتیں یہ ہیں:

(1) پہلی نیت صلاۃ التوبہ کی۔

(2) دوسری نیت صلاۃ الحاجات کی۔

(3) تیسری نیت صلاۃ الشکر کی۔

(4) چوتھی نیت صلاۃ الاستعانہ کی۔

(5) پانچویں نیت صلاۃ الاستخارہ کی۔

ان پانچ نیتوں سے دو نفل پڑھتا ہوں۔



فرمانے لگے ان پانچ نیتوں کی برکت سے مجھے دن بھر کے سارے کاموں میں بہت آسانی اور عافیت ہو جاتی ہے۔ صلوۃ التوبہ سے دن بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، صلوۃ الحاجات سے دن بھر کی ساری ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں، شکر سے ان تمام نعمتوں میں اضافہ بھی ہو تا رہتا ہے اور پھر صلاۃ الاستعانہ سے دن بھر ہر کام میں اللہ تعالی کی خاص الخاص مدد حاصل رہتی ہے۔

صلاۃ الاستخارہ کی نیت سے دن بھر مجھے فیصلہ کرنے میں بالکل تنگی نہیں ہوتی، بلکہ دو اور دو چار کی طرح میرے سامنے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ فیصلہ ہونا چاہیے۔

استاد محترم نے فرمایا یہ عمل جو دو رکعت نفل پانچ نیتوں کے ساتھ پڑھنا دن بھر رجوع الی اللہ کا طریقہ ہے۔ اس طرح انسان کا گویا دن بھر اللہ تعالی کی طرف رجوع رہتا ہے۔

میں نے جب سے یہ پڑھا ہے الحمدللہ آج تک ان نوافل کا معمول رکھا ہوا ہے اور ان نوافل کی برکت سے بہت فوائد و ثمرات سے مستفید ہوں۔

مشتری ہوشیار باش!

جو آپ کے سامنے دوسروں کی برائی کرتا ہو وہ یقیناً دوسروں کے سامنے آپ کی بھی برائیاں کرتا ہو گا۔

qasmimag@gmail.com



جانوروں کی زبان



محمد شعیب

حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے پاس ایک شخص حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا حضور! مجھے جانوروں کی بولیاں سکھا دیجئے مجھے اس بات کا بڑا شوق ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارا یہ شوق اچھا نہیں، تم اس بات کو رہنے دو۔ اس نے کہا حضور آپ کا اس بات میں کیا نقصان ہے۔ میرا ایک شوق ہے اسے پورا کر ہی دیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام نے اللہ سے عرض کی کہ مولا یہ بندہ مجھ سے اس بات کا اصرار کر رہا ہے میں کیا کروں؟ حکم الٰہی ہوا کہ جب یہ شخص باز نہیں آتا تو اسے جانوروں کی بولیاں سکھا دیجئے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ اسلام نے اسے جانوروں کی بولیاں سکھا دیں۔

اس شخص نے ایک مرغ اور ایک کتا پال رکھا تھا۔ ایک دن کھانا کھانے کے بعد اسکی خادمہ نے جب دستر خوان جھاڑا تو روٹی کا ایک ٹکڑا گرا تو کتا اور مرغ دونوں اس کی طرف لپکے اور وہ روٹی کا ٹکڑا اس مرغ نے اٹھا لیا۔ کتے نے اس مرغ سے کہا۔ ارے ظالم میں بھوکا تھا یہ ٹکڑا مجھے کھا لینے دیتے، تیری خوراک تو دانہ دنکا ہے مگر تم نے یہ ٹکڑا بھی نہ چھوڑا۔

مرغ بولا گھبراؤ نہیں، کل ہمارے مالک کا یہ بیل مر جائے گا تم کل جتنا چاہو گے اس کا گوشت کھا لینا۔ اس شخص نے ان کی یہ گفتگو سن لی تو بیل کو فوراً بیچ ڈالا۔ وہ بیل دوسرے دن اس آدمی کے پاس جا کر مر گیا۔ کتے نے مرغ سے کہا۔ بڑے جھوٹے ہو تم، خواہ مخواہ مجھے آج کی امید میں رکھا، بتاؤ کہاں ہے وہ بیل؟ جس کا گوشت میں کھا سکوں۔



مرغ نے کہا میں جھوٹا نہیں ہوں۔ ہمارے مالک نے نقصان سے بچنے کے لئے بیل بیچ ڈالا ہے اور اپنی بلا دوسرے کے سر ڈال دی ہے، مگر لو سنو! کل ہمارے مالک کا گھوڑا مرے گا۔ کل گھوڑے کا گوشت جی بھر کے کھانا۔ اس شخص نے یہ بات سنی تو گھوڑا بھی بیچ ڈالا۔

دوسرے دن کتے نے شکائیت کی تو مرغ بولا۔ بھائی کیا بتاؤں ہمارا مالک بڑا بے وقوف ہے جو اپنی آئی غیروں کے سر ڈال رہا ہے۔ اس نے گھوڑا بھی بیچ ڈالا ہے اور گھوڑا خریدار کے گھر جا کر مر گیا، اسی گھر میں مرتے تو ہمارے مالک کی جان کا فدیہ بن جاتے۔ مگر اس نے ان کو بیچ کر اپنی جان پر آفت مول لی ہے۔ لو سنو اور یقین کرو کل ہمارا مالک خود ہی مر جائے گا اور اسکے مرنے پر جو کھانے دانے پکیں گے، اس میں سے بہت کچھ تمہیں بھی ملے گا۔ اس شخص نے جب یہ بات سنی تو اس کے ہوش اڑ گئے کہ اب میں کیا کروں۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا تو دوڑ تا ہوا حضرت موسٰی علیہ اسلام کے پاس آیا اور بولا حضور! میری غلطی معاف فرمایئے اور موت سے مجھے بچا لیجئے۔ حضرت موسٰی علیہ السلام نے فرمایا۔ نادان! اب یہ بات مشکل ہے۔ آئی قضا ٹل نہ سکے گی۔ تمہیں اب جو بات سامنے نظر آئی ہے مجھے اسی دن نظر آ رہی تھی جب تم جانوروں کی بولیاں سیکھنے کی ضد کر رہے تھے اب مرنے کے لیے تیار رہو۔ چنانچہ دوسرے دن وہ شخص مر گیا۔

سبق: مال و دولت پہ اگر کسی قسم کی آفت آ جائے تو انسان کو صبر کرنا چاہئے، اور غم اور شکوہ نہ کرنا چاہئے بلکہ اپنی جان کا فدیہ سمجھ کر اللہ کا شکر ہی ادا کرنا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ جو ہوا بہتر ہوا۔ اگر مال پر یہ آفت نازل نہ ہوتی تو ممکن ہے جان ہلاکت میں پڑ جاتی۔ تفسیر مثنوی

مُناسب الفاظ کا انتخاب کیجیے!

- "کھاؤ" کی جگہ "کھا لیجیے"
- "کیوں آئے ہو؟" کی جگہ "کیسے تشریف لائے؟"
- "اندھے" کی جگہ "نابینا"
- "بوڑھے" کی جگہ "بزرگ"
- "فلاں مر گیا" کی جگہ "فلاں کا انتقال ہو گیا"
- "مصیبت میں پڑ گیا" کی جگہ "آزمائش میں آ گیا"
- "میرا فیصلہ یہ ہے" کی جگہ "میری رائے یہ ہے"
- "میں یہ کہہ رہا تھا" کی جگہ "میں یہ عرض کر رہا تھا"
- "مجھے تم سے کام ہے" کی جگہ "مجھے آپ سے کچھ کام ہے"
- "آپ میری بات نہیں سمجھے" کی جگہ "شاید میں اپنی بات سمجھا نہیں پایا۔"
- "آپ غلط کہہ رہے ہیں" کی جگہ "میری ناقص رائے کے مطابق بات یوں ہے۔"

ادب والے جملے استعمال کیجیے اور اپنی آنکھوں سے اس کے فوائد دیکھیے!

qasmimag@gmail.com



یتیموں پر مال خرچ کرنے والے

محمد حفص فاروقی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب 20 سال کے ہوئے تو اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ مختلف بازاروں میں دکان لگا کر تجارت کرتے۔ عرب کے مشہور بازار عکاظ تشریف لاتے یہاں پر تمام قریش کے سرداران تجارت کرتے ہوئے نظر آتے۔ ولید بن مغیرہ کپڑوں سمیت کھجور اور دیگر اشیاء فروخت کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔ عتبہ و شیبہ انگور سمیت باقی چیزوں کے ساتھ اسی بازار میں تجارت کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد عثمان قحافہ کے ساتھ ریشمی کپڑوں کی دکان پر نظر آتے ہیں۔

یہیں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کا مال فروخت کر رہے تھے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جوق در جوق آتے اور خریداری کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق سے اس قدر متاثر ہوتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرویدہ بن جاتے۔

عتبہ یہ سب دیکھ رہا تھا اور اس بات پر حیران تھا کہ سب سے کمزور تاجر ابو طالب ہیں اسکے باوجود لوگ انکی دکان پر خریداری کرنے جاتے ہیں باقی قریش کے لوگ کے پاس اکادکا ہی نظر آتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لوگ خریداری کرنے زیادہ آتے ہیں آج یہ راز جان کر ہی رہوں گا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دکان بند کر کے روانہ ہوئے تو عتبہ دبے پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ مبارک میں اناج وغیرہ تھا جبکہ بائیں ہاتھ میں اشرفیوں اور دینار وغیرہ کی تھیلیاں تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دور ایک بستی میں داخل ہوئے وہاں ایک گھر کے باہر کھڑے ہو کر دستک دی اندر سے ایک بڑھیا نکلی اسکے ساتھ دو تین بچے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھیا کو اناج دیا اور ایک تھیلا انکے طرف بڑھایا آپ صلی اللہ علیہ نے بچوں کے سر پر شفقت کا ہیر کر آگے بڑھ گئے عتبہ نے جب غور سے دیکھا تو وہ بڑھیا قیس کی والدہ تھی جو حرب فجار میں قتل ہو گیا تھا قیس کے بچوں کی دیکھ بھال اسکی بوڑھی ماں کر رہی تھی۔

عتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بچتے بچاتے ہوئے بدستور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے ایک گلی میں داخل ہوئے اس گلی میں ایک گھر کے دروازے پر دستک دی اندر سے ایک معذور بوڑھا شخص نکلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معذور شخص کے ساتھ مصافحہ کیا اور انکو اشرفیوں سے بھرا تھیلا دیا بوڑھا شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائیں دیتا رہا۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے آگے بڑھ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چوک پر پہنچے وہاں چند بچے کھیل رہے تھے بچوں کے کپڑے بال اور چہروں دھول جمی ہوئی تھی جب بچوں کی نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تھی وہ بھاگتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لپٹ گئے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے لپٹا تو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان بچوں کے ساتھ گھل مل کر وہیں بیٹھ گئے اور سب کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے لگے انکے چہروں پر تھپتھپاتے انکے سروں سے بوسہ لیتے۔

عتبہ حیران رہ گیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سفید اور نفیس لباس زیب تن کیا ہوا تھا جسے اب بچوں نے میلا کر دیا ہے لیکن اسکے باوجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بچے کو ایک اشرفی کا تھیلا دیا بچے خوشی سے پھولے نہ سمائے اور شور مچاتے ہوئے وہاں سے بھاگ کر گھر جانب گئے۔ ان تمام بچوں کے والد دراصل مفلس اور مفلوک الحال تھے جنکی مدد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

عتبہ نے کہا۔ اوہ! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مال ان غریبوں میں لٹاتا پھر رہا ہے۔ اپنی کمائی کو ان لوگوں پر خرچ کر رہا ہے۔

ابو طالب کا بھتیجا دولت کی قدر نہیں جانتا۔ وہ اپنی دولت کو بے دریغ سنگریزوں کی طرح لٹا رہا ہے۔ بیواؤں مساکین اور یتیموں پر خرچ کر رہا ہے۔ اگر وہ یہ سب نہیں کرتا تو بلاشبہ اس نوجوانی میں ہی وہ مکہ کا سب سے مالدار آدمی ہوتا۔ اسکی دولت کا کوئی حساب نہ ہوتا۔ (از سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل از نبوت)







بیس اہم باتیں۔



محمد الرحمن

1۔غیر حاضر ہونے کی ستر وجوہات ہو سکتی ہیں جبکہ حاضر ہونے کی صرف تین وجوہات ہیں:شوق،مصلحت یا اتفاق۔

2۔بعض اوقات ہم آرام کی تلاش میں نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت سے بچنے کے لیے نیند کا سہارا لیتے ہیں جس کے اندر رہنا ہمیں تکلیف دیتا ہے۔

3۔زندگی شاندار ہوتی ہے جب دو فریق ایک دوسرے کو خوش کرنے کے لیے مقابلہ کرتے ہیں۔

4۔اگر زندگی آپ پر ابھی تک مشکل ہے تو جان لیں کہ آپ نے ابھی تک کوئی سبق نہیں سیکھا ہے۔

5۔جو خوشیاں ہم دوسروں کی جیبوں میں ڈالتے ہیں وہ ایک دن ہماری جیبوں میں چھپ کر واپس آئیں گے جب ہم اداس ہوں گے۔

6۔سب سے دراز قد خواتین وہ ہیں جن کا رتبہ ان کے جوتوں سے نہیں ان کے اخلاق سے بلند ہوتا ہے۔

7۔محبت کرنا اونچی جگہ سے چھلانگ لگانے کے مترادف ہے عقل کہتی ہے چھلانگ نہ لگاؤ مر جاؤ گے۔



8۔ غریب اپنے وطن میں اور جہاں بھی رہتے ہیں سب سے زیادہ اجنبی ہوتا ہے۔

9۔ جو آپ کی رائے کو قبول نہیں کرنا چاہتا وہ آپ کو غلط سمجھنے کے ہزار طریقے تلاش کرے گا۔

10۔ دماغ اور زبان کے درمیان ایک الٹا تعلق ہے دماغ جتنا چھوٹا ہوگا زبان اتنی ہی لمبی ہوگی۔

11۔ اگر کامیابی آپ کو مغرور بناتی ہے، تو آپ واقعی کامیاب نہیں ہوئے، اگر ناکامی آپ کو زیادہ پرعزم بناتی ہے تو آپ واقعی ناکام نہیں ہوئے ہیں۔

12۔ سکون ایک فن ہے، اس لیے اگر آپ اپنے سکون میں فنکار ہیں تو آپ اپنے الفاظ کے بادشاہ بن جاتے ہیں۔

13۔ الفاظ چابی کی طرح ہوتے ہیں اگر آپ ان کا صحیح استعمال کرتے ہیں تو وہ سامنے والے کا منہ بند کر دیتے ہیں یا اس کا دل کھول دیتے ہیں۔

14۔ ایک بار آپ سے غلطی ہو جائے تو سب بھول جاتے ہیں کہ آپ بہت اچھے تھے جبکہ ایک دن تھا کہ وہ آپ کی تعریف کر رہے تھے۔

15۔ ہمارے اندر کی خوبصورت چیزیں واقعات میں نہیں ہوتیں جب ہماری آنکھیں خوبصورت ہوتی ہیں تو ہم ہر چیز کو خوبصورت دیکھتے ہیں اور جب ہم مطمئن ہوتے ہیں تو ہم تھوڑے سے بھی مطمئن ہوتے ہیں۔

16۔ تین چیزیں انسان کو پستی میں گراتی ہیں: پیسے کی محبت، خود غرضی اور غالب ہونے کی چاہت اور تین چیزیں جو انسان کو بلند کرتی ہیں: قربانی، وفاداری، اور نیکی۔

17۔ ایمانداری موتیوں کے ہار کی طرح ہے اگر اسے کاٹ دیا جائے تو انسان کی تمام خوبیاں بکھر جاتی ہیں۔

18۔ محبت کا انحصار صرف وصل پر نہیں ہوتا بلکہ احترام، توجہ اور اعتماد پر ہوتا ہے۔۔

19۔ غور و فکر ایک ایسی زبان ہے جس پر بہت سے لوگوں کو عبور نہیں ہے جسے حاصل ہو جائے وہ چیزوں کے اندر تک دیکھنے کے لیے ایک تیسری آنکھ بنالیتا ہے۔

20۔ قدیم مقامات بغیر زبان کے کہانیاں ہیں۔!!!





ام جمیل کی مشین

نامعلوم

کہانی کے راوی کہتے ہیں: میں ایک درزی کے کارخانے کا مالک تھا، اور میری ایک ہمسائی تھی جس کا شوہر فوت ہو چکا تھا اور اس نے تین یتیم بچے چھوڑے تھے۔ ایک دن وہ میرے کارخانے میں آئی اور کہنے لگی: ''اے فلاں، میرے پاس ایک سلائی مشین ہے جس پر میرا شوہر کام کرتا تھا، اور ہم اس پر کام کرنا نہیں جانتے۔ میں چاہتی ہوں کہ ان یتیم بچوں کی کفالت کروں، کیا میں اس مشین کو آپ کے کارخانے میں لاکر آپ کو کرایہ پر دے سکتی ہوں تاکہ مجھے کچھ آمدنی ہو اور میں اپنے خاندان کا پیٹ پال سکوں؟''

میں اس کی بات سن کر شرمندہ ہو گیا (اور شرم کبھی بھی برائی کی طرف نہیں لے جاتی)۔ میں نے کہا: ''بہن، بالکل! آپ اسے میرے پاس بھیج دیں۔''

جب اس نے مشین لائی، تو میں نے دیکھا کہ وہ بہت پرانا ماڈل تھا اور کسی کام کا نہیں تھا۔ لیکن میں اس عورت کا دل نہیں توڑنا چاہتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: "بہن، آپ اس مشین کا کرایہ کیا لینا چاہتی ہیں؟''

اس نے کہا: ''تین ہزار لیرہ'' اور یہ واقعہ جنگ سے بیس سال پہلے کا ہے۔ میں نے اسے تین ہزار لیرہ دیے اور مشین کو ایک کونے میں رکھ دیا کیونکہ وہ کسی کام کی نہیں تھی۔ لیکن میں نے اس کا دل نہیں توڑا۔



ہم دس سال تک اسی حالت میں رہے، ہر مہینے ام جمیل آتی اور مشین کا کرایہ لیتی، جبکہ مشین کارخانے کے ایک کونے میں پڑی رہتی اور کوئی کام نہیں کرتی تھی۔

دس سال بعد، ہم نے چھوٹے کارخانے سے ایک نئے کارخانے میں منتقل کیا جو قصبے کے کنارے پر تھا۔ جب ہم سامان منتقل کر رہے تھے تو میں نے کہا: "ام جمیل کی مشین بھی لے جاؤ۔"

کارخانے کی مینیجر نے کہا: "سر، ہمیں ام جمیل کی مشین کی کیا ضرورت ہے؟ کیوں اسے لے جائیں؟"

میں نے کہا: "یہ تمہارا کام نہیں، بس اسے لے جاؤ۔"

دن اور سال گزرتے گئے، پھر جنگ شروع ہو گئی۔ اور خدا کی قسم، اس علاقے میں سب کچھ تباہ ہو گیا سوائے میرے کارخانے کے۔ جنگ کی وجہ سے، ام جمیل سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ ہم نے بہت کوشش کی مگر اس کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ ہر بار جب ہم اس کے نمبر پر فون کرتے تو وہ بند ہوتا۔ اس دوران میرے کارخانے کی مینیجر مجھے چھوڑ کر یورپ چلی گئی۔ دو ماہ بعد، اس نے مجھے فون کیا اور کہا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ آپ اسے سنیں۔

میں نے پوچھا:

"وہ کیا خواب ہے؟"

اس نے کہا:

میں نے خواب میں سنا کہ ایک آواز کہہ رہی تھی: "فلاں کو کہو کہ ام جمیل کی مشین کی برکت سے ہم نے تمہارے کارخانے کو محفوظ رکھا۔"

کہانی کا راوی کہتا ہے: "میری جلد کانپ گئی اور آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

میں نے کہا:

الحمدللہ۔ اور خدا کی قسم، میرے کارخانے سے ایک سوئی بھی غائب نہیں ہوئی، حالانکہ اس علاقے میں سب کچھ تباہ ہو گیا تھا۔"





دوست اور عزیزوں کے بغیر زندگی۔



عبداللہ چترالی

ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک پیالہ آبِ حیات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لائے اور کہا:

حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ یہ جام نوش کریں تو قیامت تک زندہ رہیں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جن وانس وحیوانات سے اس بات کا مشورہ لیا، سب نے یک زبان ہو کر کہا:

مبارک ہے، پیجئے اور حیات ابدی حاصل کیجئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اندیشہ ہوا کہ اس مشاورت سے کوئی خالی تو نہیں رہا، ایک خارپشت (ایک کانٹے دار جنگلی جانور) باقی رہ گیا تھا۔ جیسے ہی اس کا خیال دل سے گزرا، اسے بلانے کے لئے گھوڑے کو بھیجا۔ وہ اس کے ساتھ نہ آیا، تب حضرت نے کتے کو بھیجا، خارپشت اس کے ساتھ چلا آیا۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا:

تیرے ساتھ کچھ مشورہ کرنا ہے، لیکن یہ تو بتا کہ گھوڑے سے زیادہ کونسا جانور شریف ہے، جو تو اس کے بلانے سے نہ آیا اور کتا جو سب جانوروں سے خسیس اور نجس وناپاک جانور ہے، اس کے ساتھ چلا آیا، اس کا کیا سبب ہے؟

خارپشت بولا: گھوڑا اگرچہ شریف ہے، لیکن بے وفا ہے، یہی چاہتا ہے کہ کسی طرح سوار کو گرادے، دوسرے یہ کہ دشمن کو بھی اپنے اوپر سوار کرلیتا ہے۔



اور کتا ہر چند کہ خسیس و نجس ہے، لیکن وفادار ہے، ایک لقمہ کسی کا کھالے تو ساری عمر اس کا احسان نہیں بھولتا۔

تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا:

ایک جام، آبِ حیات کا میرے پاس بھیجا گیا ہے اور اسکے پینے یا نہ پینے کا مجھے اختیار ہے۔ سب نے مجھے اس کے پینے کی رائے دی ہے۔ بھلا تیری اس میں کیا صلاح ہے؟ پیوں یا رد کروں۔

خار پشت نے پوچھا:

یہ آبِ حیات فقط آپ کے لئے آیا ہے یا سب عیال و اطفال و عزیز بھی اسے پئیں گے؟

فرمایا: مجھ اکیلے کو اس کے پینے کا حکم ہے۔

خار پشت بولا:

پھر تو اس کا پینا مناسب نہیں کیونکہ جب ہر عزیز و دوست آپ کے روبرو مرے گا تو اس کے غم و ماتم سے آپ کی زندگی تلخ ہو جائے گی، عزیز و دوست جب کوئی نہ رہا تو زندگی کس کام کی۔

یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام کو پسند آئی اور وہ آبِ حیات واپس کر دیا۔ خوف خدا کے سچے واقعات، ص:(48)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں دُنیا کی حقیقت!

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے درخواست کی کہ ہمیں دنیا کی حقیقت بتایئے!
انہوں نے پوچھا کہ تفصیل سے بتاؤں یا مختصر؟ لوگوں نے کہا مختصر ارشاد فرمایئے!
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حَلَالُهَا حِسَابٌ وَّحَرَامُهَا النَّار

"دُنیا کی حلال چیزوں کا حساب و کتاب ہے اور اس کی حرام چیزوں پر جہنم کا عذاب ہے۔"
(شعب الایمان للبیهقی:10622)

qasmimag@gmail.com



اپنے آپ کو کمتر مت سمجھیں۔

انتخاب: محمد معاذ عبید

کسی جنگل میں ایک سیانہ کوا رہتا تھا۔ کوا بہت خوشحال زندگی گزار رہا تھا۔ بغیر کسی فکر کے وہ پورا دن گھومتا پھرتا اور طرح طرح کے کھانے پینے کا لطف اٹھاتا۔ اندھیر ہوتے ہی کسی خوشبودار درخت پر رات بسر کرتا۔

زندگی کے حسین دن گزارتے گزارتے ایک دن جب اس کی ایک ہنس سے ملاقات ہوئی تو اس ملاقات کے بعد وہ پریشان رہنے لگا۔ دراصل اس کی پریشانی کی وجہ یہ فکر تھی جو اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی کہ ہنس اتنا سفید ہے اور میں اتنا کالا، یہ ہنس دنیا کا سب سے خوش قسمت پرندہ ہو گا' کوے نے اپنے خیالات ہنس کو بتائے' ہنس نے کہا اصل میں مجھے لگتا تھا میں سب سے زیادہ خوش ہوں جب تک کہ میں نے طوطا نہیں دیکھا تھا' طوطے کے پاس دو مختلف رنگ ہیں' اب میں سوچتا ہوں طوطا سب سے زیادہ خوش ہو گا'۔

کوا طوطے کے پاس پہنچا' طوطے نے کوے کو بتایا' میں بہت خوش زندگی گزار رہا تھا' پھر میں نے مور دیکھا' میرے پاس تو صرف دو رنگ ہیں جبکہ مور کے پاس کئی رنگ ہیں۔

کوا مور سے ملنے چڑیا گھر جا پہنچا' وہاں کوے نے دیکھا کہ سینکڑوں لوگ مور کو دیکھنے آئے ہوئے ہیں' لوگوں کے روانہ ہونے کے بعد کوا مور کے قریب گیا' کوے نے کہا پیارے مور! تم بہت خوبصورت ہو' تمہیں دیکھنے روزانہ ہزاروں افراد آتے ہیں' مجھے لگتا ہے تم دنیا کے سب سے خوش رہنے والے پرندے ہو۔

مور نے جواب دیا' میں بھی سوچتا تھا میں سب سے خوبصورت اور خوش پرندہ ہو لیکن میں اپنی خوبصورتی کی وجہ سے میں چڑیا گھر میں قید ہوں' میں نے چڑیا گھر پر کافی غور کیا اور مجھے اندازہ ہوا کہ صرف کوا وہ واحد پرندہ ہے جو چڑیا گھر کے کسی پنجرے میں قید نہیں' پچھلے کچھ دنوں سے مجھے لگتا ہے اگر میں کوا ہوتا تو آزاد ہوتا۔

اگر بغور جائزہ لیں تو ہم میں سے کچھ انسان بھی ایسے ہی زندگی گزار دیتے ہیں۔ زندگی کا موازنہ کرتے کرتے ناشکری کرنے لگ جاتے ہیں۔ جو اللہ نے دیا ہوتا ہے اس سے بھی لطف حاصل نہیں کر پاتے۔ اپنے پاس دس روپے ہوتے ہیں لیکن دوسروں کے سو پر نظر رکھنے کی وجہ سے بے چین زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ اللہ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے لیکن انسان پھر بھی ناشکرا ہے۔

اپنے سے زیادہ والے سے موازنہ احساس کمتری میں مبتلا کرتا ہے۔ موازنہ کرنا ہی ہو تو اپنے سے کمتر سے کیجیے اور پھر اللہ کا شکر ادا کیجیے جس نے اس قدر نعمتوں سے نوازا ہے۔"



عربوں کی ذہانت



محمد عبدالوهاب چترالی

عربوں کا ذہن نہایت تیز اور حافظہ بے حد قوی تھا، ان کے شعراء اپنے مضبوط حافظہ کی بنیاد پر طویل قصیدوں کو زبانی پڑھا کرتے تھے۔اس قوی حافظہ کا سبب منجملہ اسباب کے یہ تھا کہ ان کی فکری قوتیں اور فطری صلاحتیں خیالی فلسفوں اور منطق قیل و قال میں ضائع نہیں ہوئی تھیں۔اہل عرب کی فراست و ذہانت عدیم النظیر تھی۔ مؤرخین نے بے شمار ایسے واقعات اپنی کتابوں میں تحریر کیے ہیں جن سے ان کی فراست و ذہانت کا بخوبی علم ہوتا ہے۔ان واقعات کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اہل عرب کی قوت حافظہ انتہائی اعلیٰ درجہ کی تھی اور ساتھ ہی ساتھ فراست و ذہانت بھی اعلیٰ ترین تھی۔

قتل کا معمہ

ایک امیر شخص اپنے دو غلاموں کو ساتھ لے کر سفر پر روانہ ہوا۔ جب آدھے راستے میں پہنچے تو غلاموں نے اپنے مالک کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا جس کو مالک بھی بھانپ گیا۔مالک نے دونوں غلاموں سے کہا کہ اگر تم مجھے قتل کرنے کا عزمِ مصمم کر چکے ہو تو میرے گھر جا کر میری دونوں بچیوں کو یہ شعر سنا دینا، ان کے معلوم کرنے پر مالک نے درج ذیل شعر پڑھا:

من مبلغ الحيين أن مهلهلاً

لله دركما ودر أبيكما



ان دونوں غلاموں نے جب یہ سنا تو ایک دوسرے کو کہا کہ اس میں کوئی خطرے کی بات نہیں، یہ بے ضرر سا شعر ہے، جس سے اس کی آخری حسرت بھی پوری ہو جائے گی اور ہمیں بھی کوئی نقصان نہیں پہنچے گا چنانچہ انہوں نے اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ جب وہ واپس لوٹیں گے تو اس کے گھر جا کر اس کی بیٹیوں کو اس کی طرف سے یہ شعر سنا دیں گے۔ جب وہ سفر سے واپس لوٹے تو حسب وعدہ اس کے گھر گئے، اس کی بڑی لڑکی سے ملاقات کی اور کہا تمہارے والد کو اس چیز نے آلیا جس سے کسی کو مفر نہیں یعنی موت۔ اس نے ہم سے عہد لیا تھا کہ جب ہم واپس آئیں تو تمہیں اس کا یہ شعر سنائیں چنانچہ انہوں نے یہ شعر پڑھ کر اس کی بڑی لڑکی کو سنایا۔ بڑی لڑکی نے کہا، اس میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے باپ مجھے آگاہ کرنا چاہتا تھا لیکن تم ذرا صبر کرو، میں اپنی چھوٹی بہن کو بلا لاؤں۔ وہ اس کو بلا کر لے آئی، اسے واقعہ بھی بتایا اور شعر بھی پڑھ کر سنایا۔ اشعار کا سننا تھا کہ سنتے ہی اس نے اپنی اوڑھنی اتاری اور آہ و فغاں شروع کر دی۔

اس نے کہا: اے گروہ عرب! ان دونوں نے میرے باپ کو قتل کر دیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل ہے؟ وہ کہنے لگی اس شعر کے دونوں مصرعے نامکمل ہیں۔ دونوں مصرعے دوسرے مصرعے کے محتاج ہیں۔ اس شعر میں پہلے اور دوسرے مصرع میں کوئی مناسبت نہیں، درحقیقت یہ دو شعر ہیں۔ اس شعر میں دونوں شعروں کا ایک ایک مصرع مذکور ہے اور دوسرا مصرع مقدر ہے۔ انہوں نے پوچھا یہ شعر کیسے ہونے چاہئیں؟ اس نے کہا پہلا شعر یوں ہونا چاہیے:

من مبلغ الحيين أن مهلهلا

أمسى قتيلا بالفلاة مجندلا

لله دركما ودر أبيكما

لا يبرح العبدان حتى يقتلا.

کون شخص ہے جو میری دونوں زندہ بچیوں کو اطلاع دے کہ ان کا باپ مہلہل قتل کر دیا گیا ہے اور اس کی لاش جنگل میں مٹی سے آلودہ پڑی ہوئی ہے؟ اے بچیو! تم دونوں کی خوبیاں اور تمہارے باپ کی خوبیاں اللہ کے لیے ہیں۔ ان غلاموں کو ہرگز نہ چھوڑا جائے یہاں تک کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ یہ سن کر لوگوں نے غلاموں سے تفتیش کی جس وجہ سے انہوں نے قتل کا اعتراف کر لیا اور بطورِ قصاص ان دونوں کو بھی قتل کر دیا گا اس واقعہ سے عرب قوم کی فراست و ذہانت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح ایک کم عمر بچی نے غیر واضح صورتحال سے اس راز کا پردہ چاک کیا جو جنگل میں دفن کر دیا گیا تھا نیز اس طرح حقیقت حال کو آشکار کر کے اپنے والد کے قاتلوں سے قصاص بھی لے لیا۔



اسماء الحسنیٰ (قسط چہارم)

محترمہ طاہرہ فاطمہ صاحبہ

الحافظ * الحفیظ

حفاظت کرنے والا

وہ زمینوں آسمانوں اور ان کے درمیان جو کچھ ہے ان کی حفاظت کرتا ہے، مخلوقات کے اعمال کا مکمل احاطہ کرتا ہے اور اپنے مومن بندوں کو تباہی، شیطان کے شر اور گناہوں میں پڑ جانے سے محفوظ رکھتا ہے۔ قرآن مجید میں دونوں نام تین تین بار آئے ہیں۔

فَاللّٰہُ خَیۡرٌ حٰفِظًا ۪ وَّ ہُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ (سورۃ یوسف آیت 64)

سو اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے مہربان ہے۔

اِنَّ رَبِّیۡ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ حَفِیۡظٌ (سورۃ ھود آیت 57)

بے شک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔



المقیت

قادر، روزی دینے والا

مکمل قدرت رکھنے والا، اپنی تمام مخلوقات کو اپنے علم کی روشنی میں روزی دینے والا اور ان کی حفاظت کرنے والا۔ قرآن مجید میں یہ نام ایک بار آیا ہے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا (سورۃ النساء آیت 85)

اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

الحسیب

بھروسہ کرنے والوں کے لیے کافی ہے اور حساب لینے والا

بھروسہ کرنے والوں کے لیے کافی ہے، اپنے بندوں کے اقوال سے باخبر ہے اور اپنے علم و حکمت کے تقاضوں کے مطابق ان کو جزا دیتا ہے، اپنے مومن بندوں کے لیے کافی۔ قرآن مجید میں یہ نام تین بار آیا ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا (سورۃ النساء آیت 6)

اور حساب لینے کے لیے اللہ کافی ہے۔

الکریم، الاکرام

بے حد عطا کرنے والا

بے حد عطا کرنے والا اور نفع پہنچانے والا، جو بغیر کسی بدلہ کے احسان کرتا ہے۔ "الاکرام" بہت سخاوت کرنے والا، جس کا کوئی مدمقابل نہ ہو۔ "الکریم" قرآن کریم میں تین بار اور "الاکرام" ایک بار ذکر ہوا ہے۔

یٰاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ (سورۃ الانفطار آیت 6)



اے انسان تجھ کو اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے دھوکا دیا؟

اِقرَاوَرَبُّکَ الاَکرَمُ (سورۃ العلق آیت 3)

پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے۔

الرقیب

نگران ونگہبان

ایسا نگہبان جس کا علم ہر شے پر محیط ہے، اس کی سماعت ہر سنی جانے والی چیز پر، اس کی بصارت ہر دیکھی جانے والی چیز پر حاوی ہے، اس سے کوئی بھی شے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ قرآن مجید میں یہ نام 3 بار آیا ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ رَّقِيۡبًا (سورۃ الاحزاب آیت 52)

اور اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے۔

المجیب

دعائیں قبول کرنے والا

جو دعاؤں کو قبول کرتا ہے، مانگنے والوں کو عطا کرتا ہے۔ قرآن میں یہ نام ایک بار آیا ہے۔

اِنَّ رَبِّىۡ قَرِيۡبٌ مُّجِيۡبٌ (سورۃ ھود آیت 61)

بے شک میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا۔

الواسع

وسعت والا

وہ جس کی رحمت اور علم ہر چیز پر حاوی ہے اور جس کا رزق اس کی تمام مخلوقات کے لیے کافی ہے، کوئی اس کی ثنا شمار نہیں کرسکتا



قرآن میں یہ نام 9 مرتبہ آیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (سورۃ البقرۃ آیت 115)

بیشک اللہ صاحب وسعت ہے باخبر ہے۔

الحکیم

بہت حکمت والا

جس کی کمال حکمت تقدیروں، احکامات اور قیامت کے دن کے فیصلوں میں موجود ہے۔ اسی نے ہر چیز عمدہ انداز سے پیدا کی وہ کسی چیز کو بے کار و بے مقصد پیدا نہیں کرتا، اور نہ ہی حکمت سے عاری کوئی بھی شرعی حکم اور فیصلہ صادر فرماتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ نام 91 مرتبہ آیا ہے۔

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (سورۃ الجمعہ آیت 3)

اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

الودود

وہ جو اپنے نبیوں، رسولوں اور ان کی پیروی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ ایسا محبوب ہے کہ بندے کی اپنی جان اولاد اور تمام محبوب چیزوں سے بڑھ کر محبت کا حقدار ہے۔ قرآن میں اس اسم کا ذکر 2 مرتبہ ہوا ہے۔

وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ (سورۃ ھود آیت 90)

اور اپنے اللہ سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو، بے شک میرا رب مہربان محبت والا ہے۔

المجید

بڑا بزرگ، بڑی شان والا



جو صفات کمال سے متصف ہے، وہ خود بھی عظیم اور اس کے تمام افعال بھی عظیم، بے حد کرم کرنے والا، ساری مخلوقات اسی کی عظمت کے گن گاتی ہیں۔ قرآن میں یہ نام 2 مرتبہ آیا ہے

اِنَّه حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (سورۃ ھود آیت 73)

بے شک وہ تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔

الشهيد

گواہ

وہ جس سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز زمین یا آسمان میں کہیں بھی پوشیدہ نہیں ہے، وہ ہر چیز سے باخبر ہے انہیں دیکھ رہا ہے۔ اور ان کی تمام تفاصیل کا اسے علم ہے۔ قرآن مجید میں یہ نام 18 بار آیا ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (سورۃ النساء آیت 166)

اور اللہ کافی ہے گواہی دینے والا۔

الحق

سچا مالک

جس کا وجود برحق ہے، جو حقیقت میں معبود برحق ہے، وہی رب اور بادشاہ ہے۔ اپنے افعال و صفات میں صاحب کمال ہے، اس کا کلام، فیصلے، وعدہ اور شریعت حق ہیں۔ قرآن میں یہ نام 10 مرتبہ وارد ہوا ہے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ المَلِكُ الحَقُّ (سورۃ طٰه آیت 114)

تو اللہ جو سچا بادشاہ ہے عالی قدر ہے۔



الوکیل * الـکفیل

کارساز، ضامن

اپنی تمام مخلوقات کے رزق اور تمام حاجات کا متولی وضامن ہے جو اس کی پناہ چاہے اس کے لیے کافی ہے، اپنے اولیا کی مشکلوں کو آسان کرتا ہے۔ "الکفیل" گواہ کے معنی میں ہے، تاہم محافظ اور ضامن بھی کہا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید میں اسم "الوکیل" 14 بار اور "الکفیل" ایک بار آیا ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰـهِ وَكِيْلًا (سورۃ النساء آیت 81)

اور اللہ کارساز کافی ہے۔

وَاَوفُوا بِعَهدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدتُّم وَلَا تَنقُضُوا الاَيمَانَ بَعدَ تَوكِيدِهَا وَقَد جَعَلتُمُ اللّٰهَ عَلَيكُم كَفِيلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعلَمُ مَا تَفعَلُونَ (سورۃ النحل آیت 91)

اور جب اللہ سے عہد کرو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو انکو مت توڑو کہ تم اللہ کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔

القوی

قوی، زور آور

جس کو مکمل قدرت اور طاقت حاصل ہے اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور جس کے فیصلے کو کوئی رد نہیں کر سکتا، اس کے احکام اور فیصلے نافذ ہوتے ہیں، اور وہ اپنے مومن بندوں کی مدد کرتا ہے نیز اپنی واحدانیت اور آیات کا انکار کرنے والوں کو کڑی سزا دے گا۔ قرآن مجید میں یہ نام 9 بار آیا ہے۔

اَللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهٖ يَرزُقُ مَن يَّشَآءُ وَهُوَ القَوِيُّ العَزِيزُ (سورۃ الشوری آیت 19)

اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے وہ جسکو چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔ اور وہ زور آور ہے غالب ہے۔





بھروسہ کرنا چھوڑ دینگے۔

محترمہ رعنا دلبر صاحبہ

پرانے وقتوں کی بات ہے ایک قبیلے کا سردار اپنے گھوڑے پر سوار کسی صحرا سے گزر رہا تھا، دورانِ سفر اس نے ایک شخص کو ریت میں دھنسا پایا۔

اس نیک دل سردار نے نیچے اتر کر اس شخص کے جسم پر سے ریت ہٹائی اور اس بے ہوش آدمی کو ریت سے نکالا۔

پھر اس کا سر گود میں لیا اور چہرہ ہلایا ساتھ ساتھ آواز دی۔ اس بے ہوش انسان نے اپنی آنکھیں تھوڑی تھوڑی کھولیں تو سردار نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے کان میں کہا۔

ارے آپ اس تپتے صحرا میں زندہ ہیں تو، وہ آدھی کھلی آنکھوں کے ساتھ پانی پانی کی آواز لگانے لگا۔ کہنے لگا اگر میں نے پانی نہ پیا تو مر جاؤں گا، سردار نے فوراً اسے پانی پلایا اور اسے مکمل ہوش میں لایا۔ اس شخص نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور سردار کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا۔

اے رحم دل انسان آپ کی بدولت مجھے زندگی ملی ہے میرا تو یہ علاقہ بھی نہیں اور میرا گھوڑا شاید کہیں بھاگ گیا ہے، کیا آپ ایک احسان اور کر دیں گے۔

سردار نے پوچھا وہ کیا؟

کہا مجھے قریب کسی گاؤں میں چھوڑ دیں تاکہ میں سواری کا انتظام کر سکوں۔

سردار نے حامی بھری اور سردار گھوڑے پر سوار ہو کر اس اجنبی سے کہنے لگا:

آجاؤ میرے پیچھے بیٹھ جاؤ، وہ شخص بمشکل زمین سے اٹھا اور اٹھ کر دو تین بار گھوڑے پر سوار ہونے کی کوشش کی مگر ہر بار جسمانی کمزوری کے باعث گر جاتا۔

پھر سردار سے کہا: اس سنگدل صحرا نے میرے جسم کی ساری طاقت نچوڑ لی ہے، براہ کرم کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ اتریں اور گھوڑے پر سوار ہونے میں میری مدد کریں۔

سردار بخوشی اتر کر اس اجنبی کو گھوڑے پر بٹھانے میں مدد کرنے لگا۔ اجنبی جیسے ہی گھوڑے پر سوار ہوا، اس نے ایک زوردار لات سردار کے پیٹ میں رسید کی اور گھوڑے کو ایڑی ماری اور بھگا لے گیا۔

سردار نے پیچھے سے آوازیں دیں، تو اس اجنبی شخص نے رک کر کہا: شاید تم شرمندگی محسوس کر رہے ہو کہ ایک اجنبی کے ہاتھوں دھوکا کیسے کھا گیا۔

سنو میں تو ایک ڈاکو ہوں اور اس مہارت سے ہی لوٹتا ہوں یہ مت سوچو کہ میں تمھیں بھیک مانگنے پر بھی گھوڑا واپس کر دوں گا اب یہ میرا ہے۔

سردار نے جواب دیا کہ میں ایک قبیلے کا سردار ہوں، اور بھیک مانگنا یا رحم کی درخواست کرنا ایک سردار کی شان کے خلاف ہوتا ہے، میں تم سے فقط یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بات میری شرمندگی کی نہیں ہے،۔

بلکہ جب تم کسی منڈی میں اس گھوڑے کو فروخت کرنے جاؤ گے، تو اس نایاب نسل کے گھوڑے کے متعلق لوگ ضرور پوچھیں گے، تو انہیں میرا بتانا کہ فلاں قبیلے کے فلاں سردار نے مجھے تحفتاً دیا تھا، کسی بھی محفل میں صحرا میں لاچار اور بے یارومددگار شخص کا روپ دھار کر مدد حاصل کرنے کے بہانے لوٹنے کا قصہ مت سنانا" ورنہ لوگ بے رحم صحراؤں میں مدد کے طلبگار اجنبیوں پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیں گے۔"

انسان کمزور اور ضعیف ہے ایک چور بھی انسان ہے اور ایک عابد بھی انسان ہے، ایک بادشاہ بھی انسان ہے اور ایک گداگر بھی اور ایک فقیر بھی انسان ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



حاضر جوابی ایک فن ہے۔



محترمہ مریم صاحبہ

ایک بہت موٹی عورت بس میں سوار ہوئی، ایک مسافر نے مذاق کرتے ہوئے کہا: ”مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ گاڑی ہاتھیوں کے لیے مخصوص ہے!“

عورت نے پر سکون ہو کر جواب دیا: ”نہیں جناب! یہ گاڑی نوح کی کشتی کی طرح ہے! اس میں ہاتھی اور گدھے بھی چڑھتے ہیں!“

مشہور مصنف برنارڈ شو سے ایک مغرور مصنف نے کہا: ”میں تم سے بہتر ہوں، کیونکہ تم پیسوں کے لیے لکھتے ہو اور میں عزت کے لیے!“

برنارڈ شو نے فوراً جواب دیا: ”صحیح کہا! ہم دونوں اس چیز کی تلاش میں ہیں جو ہمیں کمی ہو!“

مشہور نابینا شاعر بشار بن برد سے ایک بھاری طبیعت والے شخص نے کہا: ”اللہ نے کسی کو اندھا نہیں کیا بغیر اس کے کہ اسے کچھ نہ کچھ بدلہ دیا ہو۔ تمھیں کیا بدلہ ملا؟“

بشار نے جواب دیا: ”مجھے یہ بدلہ ملا کہ میں تم جیسے لوگوں کو نہیں دیکھ سکتا!“



ایک نابینا شخص نے ایک عورت سے شادی کی، عورت نے کہا: ”اگر تم میرے گورے پن اور حسن کو دیکھتے تو حیران رہ جاتے!“

نابینا شخص نے جواب دیا: ”اگر تم ویسی ہوتیں جیسی کہتی ہو، تو تمہیں دیکھنے والے کبھی بھی مجھے نہ چھوڑتے!“

ایک شخص نے المتنبی کو شرمندہ کرنے کی کوشش کی: ”میں نے تمہیں دور سے دیکھا تو عورت سمجھا!“

المتنبی نے جواب دیا: ”اور میں نے تمہیں دور سے دیکھا تو مرد سمجھا!“

ایک بہت بدصورت عورت نے ایک شخص سے کہا: ”اگر تم میرے شوہر ہوتے تو میں تمہاری کافی میں زہر ڈال دیتی!“

اس شخص نے جواب دیا: ”اگر تم میری بیوی ہوتیں تو میں بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے وہ زہر پی لیتا!“

برطانیہ کے وزیر ونسٹن چرچل نے برنارڈ شو سے کہا: ”تمہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ برطانیہ خوراک کے بحران کا شکار ہے!“

برنارڈ شو نے جواب دیا: ”اور تمہیں دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ بحران کی وجہ کیا ہے!“

ایک شخص نے ایک عورت سے کہا: ”کتنی خوبصورت ہو تم!“

عورت نے جواب دیا: ”کاش تم بھی خوبصورت ہوتے تو میں بھی یہی کہہ سکتی!“

اس شخص نے کہا: ”کوئی بات نہیں، جھوٹ بولنا بھی تو ایک فن ہے!“

